اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزشتہ ماہ کے اداریے میں امریکی کانگرس میں پیش کردہ اس مسودۂ قانون کا ذکر کیا جا چکا ہے جس کے تحت اُن مسلم اور کمیونسٹ (یا سابق کمیونسٹ) ملکوں سے مسیحیوں کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ منتقل کیا جائے گا جہاں اُن کے "انسانی حقوق" کا احترام نہیں کیا جاتا۔ ایونجلیکل گروہوں کے رسائل و جرائد دیکھنے اور ان کے نشریاتی پروگرام سننے والے جانتے ہیں کہ حالیہ مسودۂ قانون کے مجوّز مسلمان اور کمیونسٹ ملکوں کے خلاف جس انداز کی مہم شروع کرنا چاہتے ہیں، یہ ایک عرصے سے جاری ہے۔ "خیمہ ساز" (وہ غیر ملکی مسیحی جو ڈھکے چھپے اشاعتِ مسیحیت کے لیے کوشاں رہتے ہیں) اُن عرب ملکوں میں بھی پوری ڈھٹائی سے کام کر رہے ہیں جہاں تبشیری سرگرمیاں قابل تعزیر جرم ہیں۔ سوڈان کے علیحدگی پسند مسیحیوں کو مغربی دُنیا کے ایونجلیکل اداروں کا بھرپور تعاون حاصل ہے، اور حکومتِ سوڈان کی پابندیوں کے باوجود ایونجلیکل اپنا کام کر رہے ہیں، اس صورتِ حال سے واضح ہے کہ ایونجلیکل مسیحی "تہذیبوں کے تصادم" کے تصوّر پر یقین رکھتے ہیں، اور اُنہیں اب کانگرس کے بعض ارکان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔

اُمید ہے کہ امریکی کانگرس میں پیش کردہ مسوّدۂ قانون پر بحث کے دوران میں امریکی آئین کی پہلی ترمیم کا ذکر بھی آئے گا جس کے مطابق ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پہچان کسی مخصوص مذہبی روایت کے حوالے سے نہ ہونا چاہیے۔ ممکن ہے مسوّدۂ قانون کے مجوّزین کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے، تاہم یہ مسوّدۂ قانون مسلمان اور کمیونسٹ ملکوں کے لیے اپنے اندر پریشانیاں چھپائے ہوئے ہے۔ ممکن ہے بعض طالع آزما "گرین کارڈ" کے حصول کے لیے زیادہ فعّال ہو جائیں اور معاشرتی امن و سکون تہ و بالا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر یہ مسوّدہ قانون کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو تیسری دُنیا میں مسیحیت کا بہت حد تک خاتمہ ہو جائے گا اور مسلم - مسیحی مفاہمت کو سخت دھچکا لگے گا۔ مسلمان (لبنان یا ایک دو اور ملکوں کے استثناء کے ساتھ) اور کمیونسٹ ممالک میں زیادہ تر مسیحی آبادی نچلے طبقے سے تعلق رکھتی ہے، اور وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ جانے کی یقیناً خواہش مند ہو گی، جب کہ امریکہ کی شہرت ایک ایسی سرزمین کی ہے جہاں بے پناہ مواقع موجود ہیں۔

مسلمان اہلِ دانش کا فرض ہے کہ وہ مغربی دُنیا پر یہ بات واضح کریں کہ مسیحی مبشّرین اور نوآبادیاتی دور کے نام نہاد "ماہرینِ اسلامیات" (مستشرقین) نے اسلام کی جو خونخوار تصویر پیش کی ہے، اِس کا

حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے، اِس کے پیروکار پورے بنی نوع انسان کی زندگی کو خوب سے خوب تر بنانے کا جذبہ و داعیہ رکھتے ہیں، معاشرتی سطح پر وہ کسی چھوت چھات کے قائل نہیں اور ماضی میں مسلمان آبادی نے اپنے درمیان رہنے والے مسیحیوں اور یہودیوں کے ساتھ وہ مثالی برتاؤ کیا جس کی یادیں آج بھی تازہ ہیں۔ مغرب کے مسیحی مبشّرین کو صلیبی جنگوں کے خوف سے اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کو پروفیسر ہنگٹن کے تصورات سے باہر آنا چاہیے۔

جہاں تک بعض انسانی کمزوریوں کے تحت پیش آنے والے حادثات کا تعلق ہے، اُنہیں حقیقی تناظر میں دیکھا جائے۔ چند افراد کی غلطی کو پورے معاشرے کی غلطی قرار دیتے ہوئے اُسے سزا نہ دی جائے۔ مثال کے طور پر "سانحۂ شانتی نگر" کو جس میں چند ظالموں نے بے گناہ افراد کے خلاف اقدام کیا، جس طرح بیرونِ پاکستان اچھالا گیا ہے اور اسے مسلم - مسیحی مسئلہ بنایا گیا ہے، درست نہیں۔ کاش! اِس موضوع پر مسیحی برادری کی جانب سے وطنِ عزیز کے سیاسی و دینی رہنماؤں کے نقطۂ نظر کو مناسب اہمیت دی جاتی۔ مسلمان اہلِ دانش کو مغرب کے ساتھ مکالمے میں انسانی کمزوریوں کو تسلیم کرتے ہوئے صورتِ حال کو حقیقی تناظر میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔